”حسن“

درحال شہزادہ علی اکبرؑ

سنہ تصنیف 2023

حُسن

1

حسنِ توفیق مرا حسن پہ اٹھا ہے قلم
محورِ حسن اے اللہ مرا رکھ لے بھرم
فکر پر پھر سے مری ہو جو ترا حسنِ کرم
میں بھی کچھ حسن کی تعریف کروں آج رقم

ہو اگر تیری عطا تیرے اثر سے کھولوں
حسن کے باب کو میں حسنِ نظر سے کھولوں

2

مرکزِ علم سے کچھ علم کی پائی دولت
کچھ خیالات میں پرواز کی آئی قوت
کچھ طبیعت نے بھی تبدیل کی اپنی عادت
حسن کے باب میں کچھ لکھنے کی تب کی ہمت

نورِ عصمت کے وسیلے سے تسلسل پہنچا
وادیٔ حسن میں شاعر کا تخیل پہنچا

3

جو طہارت کی سند رکھتی ہے وہ مے پی ہے
مدتوں مدحتِ گلدستۂ عصمت کی ہے
فکر نے نورِ ہدایت سے ہدایت لی ہے
تب تخیل نے درِ حسن پہ دستک دی ہے

پھر بھی ہوں خوف زدہ چوٹ نہ کھا جاؤں کہیں
میں بھی موسیٰ کی طرح غش میں نہ آجاؤں کہیں

4

مرکزِ حسن زمانے میں ہے اللہ کی ذات
اُس سے ہی حسن کے ظاہر ہوئے اسرار و نکات
حسن کو اُس کے ہی جوہر سے میسر ہے حیات
اُس پہ ہی زیب بھی دیتی ہے فقط حسن کی بات

ذکر اُس کا جو چھڑا، حسن کی بھی بات چلی
لطف اُس کا جو ہوا، حسن کی بارات چلی

5

حسن اس کے ہی سبب صاحبِ اعزاز ہوا
اس سے ہی ہوش ربا حسن کا انداز ہوا
حق کا یہ اس کی عنایات سے دم ساز ہوا
ذاتِ معبود سے ہی حسن کا آغاز ہوا
اپنی تخلیق سے بتلایا ہے کہ حسن ہوں میں
خود یہ اللہ نے فرمایا ہے کہ حسن ہوں میں

6

کب یہ انساں میں سکت ہے ترا دیدار کرے
اپنی آنکھوں کو ترے حسن سے دو چار کرے
پرتوِ حسنِ الٰہی سے شرربار کرے
قلب کو نورِ حقیقی کا طلب گار کرے
طور کا خاک میں تبدیل علاقہ دیکھے
کون موسیٰ کی طرح حسن کا جلوہ دیکھے

7

منبعِ حسن وہی، حسن کا محور بھی وہی
حسنِ کامل بھی وہی، حسن کا جوہر بھی وہی
کشتیٔ حسن بھی وہ، حسن کا لنگر بھی وہی
حسن کے ذیل ہر اک شہ کو میسر بھی وہی

حسن کا راز وہ دانا ہی سمجھ پاتا ہے
حسن کی تہ میں جو حکمت سے اتر جاتا ہے

8

حسن پتجھڑ بھی ہے، گلشن میں بہار آنا بھی
داغ سینے پہ گل لالہ کے بن جانا بھی
چڑھتی بیلوں کی وہ انگڑائی وہ بل کھانا بھی
چشمِ نرگس کا چمن زار میں اترانا بھی

حسن ہے اپنی نزاکت کا بھرم رکھ لینا
پھول کا خار کی سرحد میں قدم رکھ لینا

9

باغباں یہ گل و بلبل کا فسانہ کیا ہے
شوخ کلیوں کا یہ رنگین زمانہ کیا ہے
تتلیوں کے یہاں پھرنے کا بہانہ کیا ہے
یہ پرندوں کا خوش آہنگ ترانہ کیا ہے

ضد میں پھولوں کی ہنسی،شاخوں کی انگڑائی ہے
حلقۂ حسن میں گلشن کی بھی رعنائی ہے

10

دیکھ کر صدمۂ گل، آہ میں کیوں کر نہ بھروں
کیوں میں سیماب طبیعت دلِ جاناں سے ڈروں
زندگی تیری اداؤں پہ میں کیوں کر نہ مروں
اِن لچکتی ہوئی شاخوں کا بھی کچھ ذکر کروں

مجھ کو حق آشنا ہر ڈھنگ حسیں لگتا ہے
اُس کی خلقت کا ہر اک رنگ حسیں لگتا ہے

11

موجِ دریا کی روانی کا طریقہ دیکھو
جھک کے شاخوں کا یہ معبود کو سجدہ دیکھو
خوش نما پھولوں پہ خوشبو کا یہ پہرہ دیکھو
سنگ کو ٹوٹ کے بنتے ہوئے ریزہ دیکھو

ان پہ فطرت کے اصولوں کا اثر کاری ہے
حسنِ رفتار سے یہ حسنِ سفر جاری ہے

12

دل میں ذرے کے بھی ذروں کی ہے بستی بستی
اپنے محور کے ہی اطراف ہے گردش جن کی
جوہری جس کو توانائی خدا نے بخشی
جس کے ہلکے سے تغیر سے ہے دنیا ہلتی

اس کے عنصر میں وہ جوہر کہ اُجالا ہو جائے
گر یہ ٹکرائیں تو دنیا تہ وبالا ہو جائے

13

حسن مضمر ہے تو ہر شے کی یہاں قیمت ہے
حسن سے رہگزرِ علم کو بھی نسبت ہے
آدمی حسن سے ہے دور تو بد قسمت ہے
زندگی میں ہے اگر حسن تو پھر جنت ہے

زندگی جینے کی پُر کیف ادا سمجھے ہیں
اہلِ حق حسن کو توفیق خدا سمجھے ہیں

14

حسن ارمانوں سے تعمیر محبت کا مکاں
حسن نا پختہ ہمکتے ہوئے بچے کی زباں
حسن بارش کی برستی ہوئی بوندوں میں نہاں
حسن سجدے کی طرف کھینچتی آوازِ اذاں

حسن کو دیکھ کے دل غنچوں کے کھل جاتے ہیں
حسن سے آکے گلے خار بھی مل جاتے ہیں

15

حسن حساس طبیعت کا حَکم رہتا ہے
حسن قرطاسِ مودت پہ رقم رہتا ہے
حسن کا راہِ محبت پہ قدم رہتا ہے
حسن چہرے کی بناوٹ میں بھی ضم رہتا ہے

قلبِ مجروح کی دھڑکن کا سبب جانتے ہیں
حسن کو، حسن کے عشاق خدا مانتے ہیں

16

دل کی سرکار نے ہر جا اِسے شہرت بخشی
جاں لٹا کر اسے دیوانوں نے عظمت بخشی
کاسہ برداروں نے توفیق کی دولت بخشی
حسن کو قیس نگاہی نے سعادت بخشی

دل کی دھڑکن کو رگِ جاں سے بہم جوڑ دیا
حسن کے باب میں رنگت کا بھرم توڑ دیا

17

حسن اُن میں ہے جو ہیں ذوقِ عبادت والے
نفس کے اپنے امیں، صدق و صداقت والے
مونس خلق خدا، خُلق و مروت والے
ہیں حسیں، پاک نظر، پاک طبیعت والے

ہو نظر پاک تو منظر بھی ابھر آتا ہے
حسن ہر روپ میں بندے کو نظر آتا ہے

18

حسن کو اُس کی بلندی سے ہی پرکھا جائے
اِس کو معیارِ طہارت سے ہی جانچا جائے
اِس کو میزانِ محبت پہ ہی تولا جائے
حسن کو دل کی نگاہوں سے ہی دیکھا جائے

گر بصیرت ہے تو ہستی میں اُتر آئے گا
حسن موجود ہر اک شہ میں نظر آئے گا

19

حسن مزدوروں کے ماتھے کے پسینے سے عیاں
حسن دہقاں کی ہتھیلی کی لکیروں کے نشاں
حسن اٹھتا ہوا چولہے سے غریبوں کے دھواں
حسن بوڑھا نظر آتا کوئی خدار جواں

حسن کھیتوں میں نظر آتی کسانوں کی امید
حسن سرحد پہ جواں ہوتی جوانوں کی امید

20

حسن ہے دل کو، تمناؤں کا مقتل کرنا
حسن کانٹوں سے بھری راہ کو مخمل کرنا
اپنے اعمال سے خود اپنے کو صندل کرنا
اپنے کردار کی تلوار پہ صیقل کرنا

حسن یہ وہ ہے سدا جس کا اثر رہتا ہے
جسم مٹ جاتا ہے کردار مگر رہتا ہے

21

حسن تہذیب و تمدن کی امانت ٹھہرا
حسن تاریخ کے گوشوں کی وضاحت ٹھہرا
حسن خود حسن کے فرزانوں کی زینت ٹھہرا
حسن قدروں کی حفاظت کی ضمانت ٹھہرا

اختلافات کی دیوار گرا دیتا ہے
حسن بگڑی ہوئی باتوں کو بنا دیتا ہے

22

حسن انسان کی فطرت میں نظر آتا ہے
فکر میں ،اُس کی ذہانت میں نظر آتا ہے
حسن انسان کی طینت میں نظر آتا ہے
داخلی حسن طبیعت میں نظر آتا ہے

ظاہری حسن نے صورت کی ہی صورت دیکھی
داخلی حسن نے انسان کی سیرت دیکھی

23

پیکرِ جسم کو ہی حسن ہے جس نے جانا
صرف تفریح کا سامان ہی جس نے سمجھا
چشمِ شہوت سے ہی بس حسن کو جس نے دیکھا
زر کی خاطر سرِ بازار ہے نیلام کیا

حسن کے حسن کی توہین پہ آمادہ ہے
جسم کا وہ ہے پجاری وہ ہوس زادہ ہے

24

سنگ دل شوخ کی الفت میں جو دل کھوتا ہے
جاگتا ہے نہ کبھی چین سے جو سوتا ہے
بے سبب ہنستا ہے بے وقت کبھی روتا ہے
حسن محتاجِ صنم اُس کے لئے ہوتا ہے

اُس کو یہ ہوش کہاں حسن کی وسعت کیا ہے
اُس کو معلوم کہاں حسن کی عظمت کیا ہے

25

شوخیِ حسن کا سودا ہوا زرداروں میں
حسن کا جسم پروسا گیا درباروں میں
حسن کا نام اچھالا گیا تکراروں میں
حسن کا نام ہوس پڑ گیا بدکاروں میں

حادثوں کے یہ ہمیشہ سے دہانے پہ رہا
آئینہ حسن کا پتھر کے نشانے پہ رہا

26

حسن پھولوں کے کٹوروں میں ہے شبنم رکھنا
صبر کا ہر دلِ مظلوم پہ مرہم رکھنا
منتشر کرکے بھی ہر چیز منظم رکھنا
ابن آدم کو ہر اک شہ پہ مقدم رکھنا

منحصر اب ہے یہ انساں پہ کہ انسان بنے
چاہے کردار کی پستی سے وہ حیوان بنے

27

حسن کے گرد طہارت کی ردا ہوتی ہے
حسن اللہ کی مومن کو عطا ہوتی ہے
حسن کی حق کی عبادت میں ثنا ہوتی ہے
حسن گر ہے تو طبیعت میں وفا ہوتی ہے
فیضِ حق، حسن سے عابد بھی لیا کرتے ہیں
تذکرہ حسن کا سجدے میں کیا کرتے ہیں

28

حسن پاکیزہ سماعت میں نظر آتا ہے
حسن انساں کی شرافت میں نظر آتا ہے
حسن خالق کی عبادت میں نظر آتا ہے
حسن ماں باپ کی خدمت میں نظر آتا ہے
چھوڑ کر اِن کو نہ کچھ اور تلاشا جائے
ان کے قدموں میں ہی فردوس کو ڈھونڈھا جائے

29

حسن نعماتِ الٰہی کی فراوانی ہے
حسن مشکل میں میسر ہوئی آسانی ہے
پیشِ حق اپنے گناہوں پہ پشیمانی ہے
حسن خوشنودیٔ رب، جذبۂ قربانی ہے

راہِ قربانی و ایثار میں گھر رکھ دینا
زیرِ شمشیرِ ستم حسن ہے سر رکھ دینا

30

حسن کی اصل حقیقت کا جسے دھیان نہیں
جادۂ حسن کی جس شخص کو پہچان نہیں
جس کو پاکیزگیٔ حسن کا عرفان نہیں
اُس کو کیسے کہیں انسان وہ انسان نہیں

اپنی پاکیزہ نظر سے اُسے دیکھو تو ذرا
حسن شہ رگ کے قریں ہے اُسے ڈھونڈھو تو ذرا

31

حسن قربانی و ایثار کی ہر منزل میں
حسن ہے صبر و تحمل کی سجی محمل میں
مقتل عشق میں قربان، دلِ بسمل میں
ذکرِ حیدرؑ سے شرربار ہر اک محفل میں

سلسلہ خالق برحق سے ملا دیتا ہے
تذکرہ حسن کا چہرے کو کھلا دیتا ہے

32

حسن تعظیم میں زہراؑ کی اترنا زُہرہ
حسن نابینہ صحابی سے بھی خود کا پردہ
حسن بے سایہ محمدؐ پہ کرم کا سایہ
حسن عمران کا پیغمبرِ حق سے رشتہ

حسن ہے حق میں بھتیجے کے نکلتے رہنا
رات بھر بچوں سے بستر کو بدلتے رہنا

33

حسن دو حصوں میں تقسیم جدارِ کعبہ
حسن قرآن سمیٹے ہوئے ''بے'' کا نقطہ
حسن معراج کی منزل میں خدا کا لہجہ
دیکھنا جس کو عبادت وہ علیؑ کا چہرہ

حسن ہے حاکمِ برحق کا بھی محنت کرنا
بیلچا لیکے نکل آنا مشقت کرنا

34

حسن ہے چادرِ تطہیر کی عظمت کا حصار
حسن خیرات میں بخشی گئی اونٹوں کی قطار
رن میں نسلوں کو پرکھتی ہوئی تلوار کی دھار
فاقہ کش صاحبِ کردار کے چہرے کا وقار

اپنے اعمالِ گزشتہ پہ تفکر فہمی
حسن فاقوں میں بھی بندے کی تشکر فہمی

35

حسن ہے ڈوبتے سورج تجھے پلٹانا بھی
رات میں چھپ کے مدد لوگوں کو پہنچانا بھی
علم کی اُلجھی ہوئی گرہوں کو سلجھانا بھی
ایک ہی وقت میں چالیس جگہ جانا بھی

عمداً لاش بنے شخص کو مردہ کرنا
حسن ہے پھر اُسے ٹھوکر سے ہی زندہ کرنا

36

دورِ ظلمت میں دیا علم کا روشن کرنا
حسن ہے حق کے اصولوں پہ ہی جینا مرنا
شدتِ پیاس میں منہ پھیر کے پانی بھرنا
اپنے قاتل سے نہیں، اپنے خدا سے ڈرنا

حسن اُن میں ہے جو عرفانِ خدا رکھتے ہیں
زندگی کے لئے خنجر پہ گلا رکھتے ہیں

37

حسن اللہ کے محبوب کی تعظیمِ بتولؑ
عصمتی پھول سے مہکی ہوئی آغوشِ رسولؐ
حسن سجدے کو حسینؑ ابن علیؑ کے لئے طول
مدحتِ پنجتن پاک میں قرآں کا نزول
سلسلہ حسن کا اِس در سے ہی وابستہ ہے
حضرتِ فاطمہؑ کے گھر سے ہی وابستہ ہے

38

اس تغیر میں بھی یہ آنکھ جو خوابیدہ ہے
زندگی موت کے ہالے میں بھی تابندہ ہے
یہ جو ماضی تھا جو موجودہ ہے آئندہ ہے
حسن جو آج بھی اک پردے میں پوشیدہ ہے
یہ خبر دیتا ہے کہ حسنِ مکمل ہے کوئی
پست ہر چیز ہے، ہر چیز سے افضل ہے کوئی

39

حسن کا ذکر ہوا آگیا یوسفؑ کا خیال
جس میں اللہ کی قدرت کا نظر آیا کمال
دیکھ کر قلبِ زلیخا جسے ہوتا تھا نہال
مصر کی عورتوں کا جس کے سبب غیر تھا حال

محوِ حیرت ہوئیں جب حسن کا جلوہ دیکھا
انگلیاں کاٹ لیں یوسفؑ کا جو چہرہ دیکھا

40

محمل فکر کو ذیشان بنا دیتا ہے
حق کے ادراک کا عنوان بنا دیتا ہے
راہِ احساس کو آسان بنا دیتا ہے
حسن انسان کو انسان بنا دیتا ہے

مرحلہ طے ہوا، انسان مسلمان بنا
حسن کے حسن سے بوذر کوئی سلمان بنا

41

حسن، مخلوق پہ خالق کا ہوا لطف و کرم
حسن، معبود کی نظروں میں ہے بندے کا بھرم
حسن، پیروں میں عبادت کے سبب آیا ورم
حسن، معراج کی منزل میں محمدؐ کے قدم

حسن، خالق کے قریب اور قریب آنا بھی
دو کمانوں سے بھی کم فاصلہ رہ جانا بھی

42

حسنِ اول ہے خدا، اُس کا ارادہ احمدؐ
حسنِ اول کا حسیں تر ہے خزینہ احمدؐ
حسنِ اول کا پرُ اسرار اشارہ احمدؐ
حسنِ اول کو سمجھنے کا ذریعہ احمدؐ

اہلِ حق حسنِ حقیقی کی ادا تک پہنچے
نورِ احمدؐ کے وسیلے سے خدا تک پہنچے

43

حسنِ کُل خالقِ کونین نے جب یہ چاہا
اُس کو پہچانے، اُسے جانے یہ عالم سارا
اُس کے عرفان کی منزل کرے طے فکرِ رسا
حسن کو حسن کے ہی حسن سے سمجھے دنیا

حسن اِس واسطے تخلیق کیا ہے اِن کا
نام طٰہٰ کبھی یاسین لیا ہے اِن کا

44

خالق کُل نے کیا خلق محمدؐ سا حسیں
طور کا جلوۂ حق جس کی سمیٹے ہے جبیں
حسن کا اپنے بنایا ہے جسے حق نے امیں
جس کی توصیف میں نازل ہوا قرآنِ مبیں

ربطِ معراجِ مسلسل کو نہ توڑا جس نے
حسن وہ حسن کہ سایہ بھی نہ چھوڑا جس نے

45

صدقۂ حسنِ محمدؐ ہے یہ پرُ کیف سماں
چاندسورج یہ ستاروں کی حسیں کاہ کشاں
یہ ملائک کا ہجوم اور یہ حورانِ جناں
صدقۂ حسنِ نبیؐ ہے یہ زمیں اور زماں

حسن کا نور، جہاں میں نہ ہویدہ کر تا
یہ نہ ہوتے تو خدا کچھ بھی نہ پیدا کرتا

46

جامِ خودداری و تہذیب کا پینا سیکھا
زخمِ دل ہر دلِ مظلوم نے سینا سیکھا
توڑنا آبِ ہوس سے بھرا مینا سیکھا
ان کے صدقے میں ہی انسان نے جینا سیکھا

ان سے پہلے تھا ستم ڈھانا بڑے فخر کی بات
بیٹیاں زندہ ہی دفنانا بڑے فخر کی بات

47

نورِ احمدؐ کو حسیں تر ہے بنایا حق نے
اپنے ہی حسن سے خاص اس کو سجایا حق نے
اپنے نزدیک سرِ عرش بلایا حق نے
اپنے محبوب کی عزت کو بڑھایا حق نے

ان کو رحمت کا سبب، اپنے کو رحمان لکھا
ان کی توصیف میں اللہ نے قرآن لکھا

48

یہ جو نکھرا ہوا اے وقت ترا چہرہ ہے
یہ جو عالم کا مہکتا ہوا گلدستہ ہے
لہلہاتا ہوا فطرت کا جو سرمایہ ہے
حسنِ پیغمبرِ اسلام کا ہی صدقہ ہے

وجہِ تخلیق دو عالم ہوئی خلقت ان کی
حسن ہر جا نظر آیا ہے بدولت ان کی

49

حسنِ یوسفؑ کا جہاں میں جو بہت ہے شہرہ
دیکھ کر ہوش، زلیخا نے تھا جس کو کھویا
آج تک جس کا حسیں کرتے ہیں ہر جا چرچہ
جس کو پا لینے کی کوشش میں قدم بھی بہکا

خود اُسی حسن نے توصیفِ محمدؐ کی ہے
حسنِ سرکارِ دوعالم سے تجلّی لی ہے

50

ان کے ہی حسن کے جلوے نے کہانی پلٹی
حق میں حق والوں کے باطل کی نشانی پلٹی
دل کے دریا کی ضعیفی میں روانی پلٹی
حسنِ احمدؐ نے زلیخا کی جوانی پلٹی

عشقِ گستاخ بھی شرمندۂ احسان ہوا
حسنِ مرسل پہ خیالوں میں ہی قربان ہوا

51

حسنِ سرکارِ دوعالم کی نہیں کوئی مثال
جس میں رکھا یدِ قدرت نے بصد ناز کمال
جس پہ آ ہی نہیں سکتا کسی صورت بھی زوال
جس کا پرتو نظر آیا علی اکبر کا جمال

حسن سے جس کے ،جہاں حسن کا تابندہ ہے
کربلا میں جو محمدؐ کا نمائندہ ہے

52

جس کی ہر ایک ادا ،مرسل اعظمؐ کی ادا
جس کے رخ میں ہے نبی کے رخِ زیبا کی ضیا
جس کے انداز ہیں اندازِ پیمبر پہ فدا
جس کو اعجازِ تکلم بھی محمدؐ کا ملا

جو سماعت کی فضاؤں میں شکر گھولتا ہے
مثلِ پیغمبرِ اسلام ہی لب کھولتا ہے

53

ہاں وہ فرزندِ حسین ابن علی رشکِ قمر
دیکھ کر جس کے رخِ پاک کو ہوتی ہے سحر
جس پہ ہر وقت ٹکی رہتی ہے لیلیٰ کی نظر
جس کی ہر لمحہ رہا کرتی ہے زینبؑ کو خبر

حسنِ کردار کو اٹھارہ برس ڈھالا ہے
ام لیلیٰ نہیں زینبؑ نے جسے پالا ہے

54

حق نے بخشا ہے سراپا جسے پیغمبر کا
جس کے پہلو میں دھڑکتا ہے جگر حیدرؑ کا
واقعہ لوریوں میں جس نے سنا خیبر کا
سامنا جس نے اکیلے ہی کیا لشکر کا

فوجِ باطل نے بصد خوف زمیں چھوڑی ہے
جس کے فولاد کلیجے نے سناں توڑی ہے

55

ناز آتے ہیں اٹھانے کے لئے جس کا ملک
جس کی تعظیم کی خاطر جھکا جاتا ہے فلک
خوف سے جس کے جھپکتی نہیں اعدا کی پلک
جس کے تیور میں ہے عباسؑ کے تیور کی جھلک
جو ضعیفی میں سہارا دلِ شبیر کا ہے
جس پہ حق ماں سے سوا زینب دلگیر کا ہے

56

حسن پر جس کے تصدق ہے گروہِ خوش نام
جس سے حورانِ جناں کرتی ہیں خود آ کے کلام
جس کے چہرے کی زیارت کیا کرتے ہیں امام
جس کو عاشور کے سورج نے کیا جھک کے سلام
جس کی آوازِ اذاں سن کے جگر بیٹھ گیا
خاک پر فاتحِ خیبر کا پسر بیٹھ گیا

57

خاک پر بیٹھ نہ کیوں جائیں شہِ جن و بشر
اُن کو معلوم ہے ڈوبے گا لہو میں منظر
جس کی آوازِ اذاں سے ہوئی مقتل میں سحر
آکے مرنے کی اجازت وہی مانگے گا پسر
فیصلہ سخت یہ کس طرح سے لیں گے شبیرؑ
کیسے اکبر کو رضا مرنے کی دیں گے شبیرؑ

58

جانبِ شام ہے اب صبح کے سورج کا سفر
خوں میں ڈوبا ہوا لہراتے ہیں اعدا خنجر
خیمۂ حق کی طرف لشکرِ شر کی ہے نظر
سامنے شاہ کے خاموش کھڑے ہیں اکبر
آرزو دل کی یہ ہے باپ پہ فدیہ ہو جائیں
اپنے سر اوڑھ لیں سب آفتیں صدقہ ہو جائیں

59

دیکھ کر بیٹے کو خاموش کھڑا شہ بولے
اے مرے لال میں جذبات کے تیرے صدقے
مجھ کو معلوم ہے کیوں سامنے میرے ہو کھڑے
جنگ کی مانگنے آئے ہو اجازت مجھ سے
پر میں تنہا تجھے کیوں کر دوں اجازت بیٹا
جان پر تیری ہے لیلیٰ کو بھی قدرت بیٹا

60

حکمِ سرور پہ چلے خیمے کی جانب اکبر
آ کے خیمے میں کہا تم ہو کہاں اے مادر
آخری بار ملاقات کو آیا ہے پسر
مجھ کو مرنے کی اجازت دو مجھے لپٹا کر
سن کے آوازِ پسر دوڑ کے آئیں لیلیٰ
ساتھ میں زینب مضطر کو بھی لائیں لیلیٰ

61

روکے کہنے لگیں یہ حق ہے انھیں بی بی کا
میرا کیا، میں نے تو بس تم کو کیا ہے پیدا
تم کو زینبؑ نے ہی اٹھارہ برس ہے پالا
تم کو مرنے کی اجازت یہی دیں گی بیٹا
ذائقہ موت کا تم جاؤ چکھو اے اکبر
پہلے سر پاؤں پہ زینب کے رکھو اے اکبر

62

حکم جو غم زدہ ماں کا علی اکبر نے سنا
جھک کے قدموں میں پھوپھی زینب مضطر سے کہا
دیجیے جلد مجھے نصرتِ سرور کی رضا
مقتل گرم میں تنہا ہیں کھڑے شاہِ ہدا
ظلم میں ایسا نہ ہو اور اضافہ ہو جائے
میں یہاں پر رہوں، شبیرؑ پہ حملہ ہو جائے

63

التجا دلبرِ شبیر نے زینبؑ سے جو کی
پیٹ کر سینہ و سر بنتِ علی رونے لگی
پھر اُسے چھاتی سے لپٹا کے بصد غم بولی
جاؤ بھائی پہ تصدق تمہیں کرتی ہے پھوپھی

سر پہ سہرا نہ سجا پائی میں، افسوس رہا
تم کو دولہا نہ بنا پائی میں ،افسوس رہا

64

اذن ماں اور پھوپھی سے جو ملا مرنے کا
پیکرِ حسن، پسر شاہ کا مقتل کو چلا
ایک کہرام ہوا خیمے کے اندر برپا
بیبیاں تھام کے دامن کو لگیں کرنے بکا

جنگ کے واسطے ایسے علی اکبر نکلے
جیسے خیمے سے جنازہ کوئی باہر نکلے

65

ہو کے رخصت علی اکبر چلے سرور کی طرف
مل کے بابا سے، کیا سر کو نگوں سوئے نجف
اک نظر لشکرِ دشام پہ کی ہو کے الف
پھر جو حملہ کیا تو ٹوٹ گئی فوج کی صف
غل ہوا رن میں شہِ دیں کا پسر آیا ہے
توڑنے فوجِ ستم گر کی کمر آیا ہے

66

رن میں بیٹے کی وغا دیکھ رہے ہیں شبیرؑ
صاف حیدرؑ کی ادا دیکھ رہے ہیں شبیرؑ
رنگ دشمن کا اڑا دیکھ رہے ہیں شبیرؑ
تیغ سے بنتی قضا دیکھ رہے ہیں شبیرؑ
لشکرِ شام پہ غالب ہے پسر مانتے ہیں
شاہ اکبر کی مگر پیاس کو بھی جانتے ہیں

67

سیر تھی فوجِ عدو، شاہ کا دلبر پیاسا
کتنا اس حال میں یہ حسن کا پیکر لڑتا
اک شقی نے اسی عالم میں بڑا وار کیا
سینۂ اکبرِ ناشاد پہ نیزہ مارا
وار ایسا ہوا ہاتھوں سے سپر چھوٹ گئی
ہائے اکبر کے کلیجے میں سناں ٹوٹ گئی

68

وار سینے پہ جو ہمشکل پیمبر کے لگا
رن سے آواز دی اکبر نے سلام اے بابا
سن کے آوازِ پسر دوڑ پڑے شاہِ ہدا
کہتے جاتے تھے صدا دو ہو کہاں تم بیٹا
راہ اس باپ کو تم کچھ تو دِکھاؤ اکبر
تم گرے ہو کہاں گھوڑے سے بتاؤ اکبر

69

شہؑ کی آواز پہ لبیک کہا اکبر نے
بولے مجھ کو یہاں مارا ہے ستم پرور نے
روکنا چاہا شہِ دیں کو بہت لشکر نے
رن میں بیٹے کو مگر ڈھونڈ لیا سرور نے

پاس آئے تو عجب حالتِ دلبر دیکھی
شہ نے برچھی کی انی سینے کے اندر دیکھی

70

دیکھ کر بیٹے کو، غم گین ہوئے شاہِ ہدا
ہاتھ سر پر علی اکبر کے محبت سے رکھا
زخم برچھی کا جو سینے میں لگا تھا، دیکھا
یا علی کہہ کے پھر اک بار سناں کو کھینچا

کھینچا شبیرؑ نے سینے سے جو نیزہ باہر
آگیا ساتھ میں اکبر کا کلیجہ باہر

71

نکلی برچھی کی انی جب تو ہوا حشر بپا
شدتِ درد سے سرور کا گل تر تڑپا
موت کا ماتھے پہ اکبر کے پسینہ آیا
حسنِ ہمشکل نبی خون میں اپنے ڈوبا

ہائے افسوس جہاں چھوڑ دیا اکبر نے
باپ کی گود میں دم توڑ دیا اکبر نے

72

شورِ گریہ ہوا، کربل میں قیامت آئی
خون آلود نظر حسن کی آیت آئی
موت کی زد میں محمدؐ کی شباہت آئی
سرورِ دیں پہ ضعیفی میں یہ آفت آئی

نور آنکھوں کا شہِ جن و بشر کھو بیٹھے
ہاتھ اولاد سے شبیرؑ، قمرؔ دھو بیٹھے